"ہمیں پتہ لگا ہے!"

جہان تازہ

اللہ رب العزت نے ہر انسان کو دنیا کی زندگی اپنی آخرت کو سنوارنے کے لیے عطا فرمائی ہے۔ دنیا میں کسی انسان کے لیے بھی نیکی کرنے یا گناہ سے بچنے کے لیے کوئی زبردستی، جبرو اکراہ نہیں بلکہ صرف اچھے، برے کی تعلیم ہے اور انسان کو اختیار البتہ اس کا حساب یوم آخرت کو ہوگا اور اسی کی بنیاد پر انسان کے لیے کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ بھی۔ پھر اللہ کریم نے انسانی آزمائش کے لیے اس کو مختلف طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ جنہیں بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے(۱) بالادست یا حاکم طبقہ۔ (۲) اور دوسرا طبقہ ہے زیر دست اور محکوم لوگ۔

بالادست طبقہ یا تو اپنے مال و دولت کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھے گا اور دوسروں کو اپنا طفیلی۔ یا پھر اختیارات کی وجہ سے وہ ان پر حکم چلائے گا۔ اور دوسروں کو اپنا ہر جائز و ناجائز حکم ماننے پر مجبور کرے گا۔ اگر تو وہ ان دونوں چیزوں کو "مال و دولت اور اختیار و اقتدار" کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر ان کا حق ادا کرے اور ان کی ملکیت کے تقاضوں کو پورا کرے تو یہ دونوں چیزیں ہی اس کے لیے نعمت ثابت ہونگی۔ نا صرف کہ وہ ان دونوں کی وجہ سے دنیا میں سکون پائے گا۔ بلکہ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید نعمتوں، انعامات اور جنت کی سہولتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ جن کا آغاز میدان محشر سے ہو جائیگا۔ مثلاً حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ جو لوگ اپنے مال کو دوسروں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کریں گے اور اپنے اختیارات کو عدل و انصاف کرتے ہوئے اپنی رعایا کو فائدہ پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے سایہ میں جگہ نصیب فرمائیں گے اور اگر خدانخواستہ مال و دولت کو خرچ کرنے میں بخل کریں گے اور ان کا حق ادا نہیں کریں گے تو حشر کے میدان میں ہی ان کی سزا شروع ہو جائیگی کہ وہ مال جانور ہیں تو اس کو ماریں گے اور اپنے پاؤں

سے روندیں گے اور اگر سونا چاندی، روپیہ پیسہ ہوگا تو وہ سانپ کی شکل اختیار کر کے اسے کاٹے گا اور اس طرح اگر ظالم و جابر حکمران ہے اور حکمرانی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ کسی ملک کا صدر یا وزیر اعظم یا کسی صوبے کا گورنر اور وزیر اعلیٰ ہی ہو۔ نہیں ہرگز نہیں اگر کوئی انسان کسی ایک انسان کے مفادات کا داعی اور نگہبان، محافظ اور ذمہ دار ہے تو وہ بھی حکمران ہے اسے اپنی رعایا کے متعلق قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دینا ہوگا کہ اس نے رعایا کے نام پر بلکہ ان کے حقوق پر خود تو عیاشی کی لیکن دستیاب وسائل میں سے اس نے اپنی رعایا کو جائز حق اور حصہ بھی نہ پہنچایا اور ان کا حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اپنی ساری نمازیں، روزے، تہجدیں، تلاوتیں ذکر واذکار اور ہمہ قسم کی نیکیاں ان حق والوں کو دیکر بلکہ بعض کے گناہ بھی اپنے سر لے کر جہنم کا ایندھن بن جائیگا لیکن افسوس کہ آج اس پر غور نہیں کیا جاتا۔ آج اس کی کوئی فکر نہیں۔ ظاہر ہے جب غور و فکر ہی نہیں تو کوشش کون کرے گا۔
یاد رکھیے یہ موج مستی، یہ مال و دولت کی فراوانی و عیاشی، یہ اقتدار و اختیارات کا نشہ ہمیشہ نہیں رہے گا۔ جب یہ نعمتیں چھین لی گئیں تو انسان کو سمجھ بھی نہیں آئیگی کہ یہ کیوں اور کیسے ہوگیا کیونکہ اس نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ جس حکمرانی کے مضبوط قلعے میں بیٹھ کر وہ اپنی رعایا کے نام پر خود اپنی زندگی تو عیش و عشرت سے گذارتا ہے لیکن اپنی رعایا اور ماتحت لوگوں کے حقوق تک بھی ادا نہ کیے اس قلعے میں نا صرف کہ دراڑ پڑ سکتی ہے بلکہ وہ دھڑام سے اس کے اوپر گر بھی سکتا ہے۔ کہ جس کے ملبے تلے دب کر شاید یہ آواز بھی نہ نکلے کہ ''مجھے کیوں نکالا؟'' ورنہ آج دنیا میں ہی دیکھ لیں۔
سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے جب اس کی دولت کا حساب مانگا جا رہا ہے تو میاں صاحب اس کے دفاع کے لیے مہنگے ترین وکیل کرنے پر مجبور ہیں اور آغاز میں ہی یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ انصاف کس قدر مہنگا ہے کیونکہ وکیلوں کو بھاری فیسیں دے دے کر میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ میاں صاحب کبھی غور کیا آپ تو اربوں کھربوں کے مالک ہیں اور آپ نے پاکستان اور پاکستانی قوم کو نچوڑ کر یہ دولت حاصل کی کہ آپ کے بچوں کی پیدائش سے لے کر آپ کے خاندان کے کفن دفن تک کے اخراجات اس بیچاری قوم کے غریبوں نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے مہیا کیے۔ اگر آپ کی یہ حالت ہے تو ان غریبوں کا کیا حال ہوگا جو نسل در نسل تھانے کچہریوں کے رستوں کی دھول بن کر رہ گئے مگر اپنا حق تک وصول نہ کر سکے۔ اور قبر میں

رزق خاک ہو گئے۔ حالانکہ یہ کوئی حساب نہیں یہ تو محض ایک جھلک ہے اصل حساب تو اس دن ہو گا جب اللہ تعالیٰ خود سوال کریں گے اور پوچھیں گے۔ این اکتسبه و فیما انفقة بتایئے یہ مال حاصل کیسے کیا اور پھر اس کو خرچ کہاں کیا تھا۔؟ اس لیے اس دن کے لیے اور ان سوالوں کے لیے تیاری کریں کہ وہاں کوئی وکیل اپنی فیس کی خاطر آپ کا دفاع نہیں کرے گا۔ اور اس میں ان لوگوں کے لیے بھی عبرت ہے جو اپنا عقیدہ' غیرت تک فروخت بلکہ نیلام کر کے دولت اکٹھی کرتے ہیں کہ وہ سوچیں انہوں نے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا کیا جواب دینا ہے۔

دوسری مثال :۔ کراچی میں ایک نامور پولیس افسر راؤ انوار احمد خان کی ہے۔ جو اپنی بہادرانہ کارروائیوں کی وجہ سے نا صرف کہ بعض حکمرانوں کا بڑا چہیتا اور ان کا ہراول دستہ تھا بلکہ عوام میں بھی خوف و دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا جس نے اپنے اختیارات کی آڑ میں اپنے کارندوں اور فورس کو استعمال کر کے جہاں کئی جرائم پیشہ لوگوں کو راستے سے ہٹایا وہاں کئی بے گناہوں کو پولیس مقابلوں کے نام پر ناجائز قتل بھی کیا۔ لیکن جب اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کی ایک جھلک ہی پڑی تو چیخ اٹھا کہ "میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان پر ترس کیا جائے" کیا اسے معلوم نہیں کہ اس نے کتنے گھروں کے چراغ بجھا دیئے' کتنے گھروں کے چولہے ٹھنڈے کر دیئے' کتنی سہاگنوں کو بیوہ اور کتنے بچوں کو یتیم کر دیا کیا اسے اس وقت ترس آیا تھا کہ آج اس پر ترس کیا جائے جس کی وہ دہائی دے رہا ہے۔ اور آج بھی وہ روپوش ہے اور قانون کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ جس کو وہ انصاف سمجھتا ہے وہ اسے حاصل ہونے کی توقع یا امید نہیں اور پھر اس میں ان لوگوں کے لیے بہت بڑی عبرت ہے جو دوسروں کی خصوصاً اپنے سے بڑے افسروں کی خوشنودی کی خاطر غلط کو صحیح' ناجائز کو جائز اور حرام کو حلال نہ صرف کہتے ہیں بلکہ ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کی شرعی و اخلاقی حدود اور تقاضوں کو بھی پامال کر دیتے ہیں کہ دیکھیں جو لوگ اپنے مفادات کے لیے دوسروں کو خصوصاً ماتحتوں کو استعمال کرتے ہیں جب ان ماتحتوں پر زوال آتا ہے تو یہ ان کی پشت پر کھڑے ہونے سے انکار کر دیتے ہیں اور یہ ظالم بس استعمال شدہ پرزہ ہی رہ جاتا ہے۔

تیسری مثال :۔ سینیٹر نہال ہاشمی کی ہے جو اقتدار کے ایوانوں میں سے اعلیٰ ترین ایوان سینٹ کا رکن تھا اور یہ رکنیت اسے اپنے لیڈر اور جماعت کی خدمات کے صلے میں ہی ملی تھی جب

میاں نواز شریف پر عدالت میں کیس چل رہا تھا تو بہت سے ایسے مالشیئے میدان میں تھے جو ایک طرف نواز شریف کو ہلا شیری دے رہے تھے تو دوسری طرف عدلیہ کو للکار رہے تھے اور ڈرا دھمکا کر اپنے خلاف فیصلہ کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے تھے ان میں جناب یہ ہاشمی صاحب بھی تھے جنہوں نے عدلیہ کو ڈراتے ہوئے یہ تک کہہ دیا کہ آپ کے بچے تو یہاں ہی رہتے ہیں ہم آپ پر ملک پاکستان کی زمین تنگ کر دیں گے'' لیکن جب عدالت نے نوٹس لیا تو پہلے تو یہ ''صاحب بہادر'' صاف انکاری ہو گئے کہ میں نے عدلیہ کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن جب جدید ٹیکنالوجی کے دور میں جب تمام ثبوت سامنے رکھ دیئے گئے تو غیر مشروط معافی نامہ لکھ کر دے دیا۔ مگر جب عدالت نے مسترد کرتے ہوئے صرف ایک مہینہ کے لیے جیل بھیج دیا تو یہ جیل جاتے ہی بیمار ہو گئے کہ ان کو دل کی تکلیف ہو گئی ہے چنانچہ مزید سہولتوں (کیونکہ تمام قیدیوں کے مقابلے میں پہلے ہی بہت ساری سہولتیں میسر تھیں) کے لیے ہسپتال پہنچا دیئے گئے مگر اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کے بورڈ نے رپورٹ دی کہ ہاشمی صاحب کو دل کی تکلیف کوئی نہیں ہوئی صرف نزلہ وزکام ہی ہے مگر اس کے باوجود حکمرانوں کی ڈھٹائی دیکھیں کہ اس کو ہسپتال میں ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟

بہر حال یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ یہ لوگ صرف اپنے دنیاوی مفادات یا صرف سینٹ کی ایک سیٹ اور رکنیت کے لیے اپنے عقیدے، منہج، غیرت، شرم وحیا حتیٰ کہ گھر کی رونقوں کو بھی قربان کرنے یا یوں کہیں اپنے گھر اجاڑنے سے دریغ نہیں کرتے۔ جبکہ یہ تو صرف دنیا ہے کہ جہاں کے فیصلے سب کچھ برباد کر دیتے ہیں جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت ہو گی تو پھر کون ان کی وکالت کرے گا اور کیا وہاں تمہاری کوئی وکالت کام بھی آئے گی کہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **ھانتم ھولاء جادلتم عنھم فی الحیواۃ الدنیا فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیامۃام من یکون علیھم وکیلا۔** ''سن لو! تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں جھگڑا کیا تو ان کی طرف سے اللہ سے قیامت کے دن کون جھگڑا کرے گا یا کون ان پر وکیل ہو گا'' ہم نے تو دنیا میں بھی باطل کی وکالت کرنے والوں کو ذلیل ہوتے دیکھا ہے۔ آخرت تو آخرت ہے۔ **اعاذ نا اللہ منہ**

اگوں تیرے بھاگ لچھیے